بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

یہ سال اپنے جلو میں میرے لیے متعدد سفروں کا پیغام لے کر آیا ابتداء سال ہی سے سفر درپیش رہے اور اب کے ستمبر کے آغاز میں جنوبی کوریا کے مسلمانوں کی تنظیم کی دعوت پر دس ستمبر کو براستہ ٹوکیو سیول کہ جنوبی کوریا کا دارالحکومت ہے کے لیے روانہ ہوا۔

کراچی سے تقریباً بارہ گھنٹے کی پرواز کے بعد براستہ بیکنگ ٹوکیو پنچا رات وہاں گذار کے صبح سیول کے لیے روانہ ہوا اڑھائی گھنٹہ کی پرواز کے بعد جہاز جب سیول میں اُترا تو مسلم فیڈریشن کے علاوہ حکومت جنوبی کوریا کے افسران مہمانداری بھی استقبال کے لیے موجود تھے جمعہ کا دن اور بارہ تاریخ تھی اور اسی دن ہی کوریا کے دوسرے بڑے شہر پوسان میں پہلی مسلم مسجد کے افتتاح کی تقریب تھی چنانچہ ہوائی اڈہ سے میں پوسان جانے والے جہاز پر سوار ہوا اور عین وقت تقریب پوسان جامع مسجد جا پہنچے مسجد کا صحن اور بڑا ہال کورین مسلمانوں اور مختلف ملکوں سے آئے ہوئے علماء و عمائدین سے بھرا ہوا تھا اور قطر کے مندوب جناب شیخ عبداللہ الانصاری خطاب کر رہے تھے۔

پوسان ایک بہت بڑا صنعتی شہر ہے اور سمندر کے کنارے آباد انتہائی صاف ستھرا اور خوبصورت چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں گھرا ہوا وہ پہاڑیاں جو سبزے سے ڈھکی ہوئی اور درختوں کی قطاروں میں چھپی ہوئی ہیں، اس کے ایک کونے میں لب دریا اور پہاڑیوں کے دامن اور مرغزاروں کے عین درمیان ایک خوبصورت اونچے میناروں والی مسجد ایستادہ تھی اس کے ساتھ ہی ایک خوبصورت مرکز لائبریری اجتماعات کے لیے بڑا ہال اور مہمانوں کے لیے دو خوبصورت کمرے بڑی نفاست سے بنائے گئے تھے کوریا کے نوجوان نومسلموں کے چہرے اپنے دور دراز کے مسلم بھائیوں کی آمد سے تمتما رہے تھے، پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے علاوہ شرکاء میں گردوپیش کے مسلم اقلیت والے ملکوں کے مسلم علماء و اکابرین بھی شریک محفل تھے جاپان فارموسا سنگاپور فلپائن اور دوسرے کئی علاقوں سے آنے والوں کے چہرے خوشی و مسرت سے جگمگا رہے تھے کہ کوریا میں رب کریم کی عبادت کے لیے دوسرا بڑا اسلامی مرکز تکمیل کو پہنچا ہے مختلف ممالک کے مندوبین نے اس موقع پر اپنی اپنی حکومتوں

اور اپنے اپنے ملکوں کے عوام کی طرف سے خیر سگالی معاونت و مساعدت کے پیغامات دیئے۔ یہاں سے فارغ ہو کر سمندر میں لنگر انداز پوسان کے ایک بڑے ہوٹل میں مہمانوں کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ رات کو اسی ہوٹل میں پوسان کے میئر نے مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا اور اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں پوسان کے شہریوں کی جانب سے خیر سگالی کا اظہار کیا۔

دوسرے دن ہفتہ تیرہ ستمبر کو بذریعہ روڈ صبح ہی صبح سیول کے لیے روانگی ہوئی کیونکہ راستہ میں متعدد صنعتی مراکز اور شہروں کو دکھانا مقصود تھا سب سے پہلے السان سٹی میں موٹروں کا ایک عظیم کارخانہ دیکھا اور حیرت ہوئی کہ اس چھوٹے سے ایشیائی ملک نے جو خانہ جنگی کی ایک لمبی اور دردناک مصیبت سے گذر چکا ہے کس طرح ترقی کی ہے کہ آج بڑے بڑے ممالک اس کی صنعتی ترقی اور حیرت انگیز اقتصادی خوشحالی کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں اس کارخانہ میں ہر ایک منٹ کے بعد ایک موٹر کار بنتی ہے ٹرک بس اور دیگر حمل و نقل کی چیزیں الگ ہیں اس کے بعد واہنڈا میں جہاز سازی کا وہ عظیم شپ یارڈ دیکھا جو ساری دنیا میں جہاز بنانے کا سب سے بڑا ورکشاپ ہے۔ اور جس میں تقریباً پچاس ہزار مزدور کام کرتے ہیں اس کی اپنی گودی میں اس کے اپنے تیار کردہ تقریباً اٹھارہ جہاز کھڑے تھے جن میں سے کچھ امریکہ آسٹریلیا جرمنی اور کچھ کویت سعودیہ اور دیگر مسلمان ملکوں کے لیے بنائے گئے تھے دوپہر کا کھانا بھی انہی کی طرف سے تھا وہیں پہ ظہر اور عصر نمازیں ادا کیں وہاں سے راستہ میں ایک اور صنعتی شہر میں بجلی کے ساز و سامان کا ایک بڑا کارخانہ دیکھا جس میں ٹیلیفون آلات سے لے کر گھریلو ساز و سامان تک دنیا کی بجلی کی ہر چیز بنتی تھی اور ہم محو حیرت ان صنعتی بستیوں کو دیکھتے دریاؤں پہاڑیوں اور سبزہ زاروں کی اس سرزمین پر رواں دواں تھے دن ڈھلے سیول پہنچے وہاں کے تقریباً سب سے بڑے امریکی ہوٹل حیات ریجنسی میں ہمارے قیام کا بندوبست تھا سفر کی تھکاوٹ اور اس ملک کی صنعتی ترقی کو دیکھ کر پیدا ہونے والی حیرانی نے نڈھال کر رکھا تھا۔

کمر وغیرہ کھولنے کے لیے جب کمرہ کا رخ کیا تو کمرے کی نفاست اور کھڑکی سے باہر گرد و پیش کے سبزہ اور سامنے اونچی پہاڑی پر نظر آنے والی دلکش مسجد کے میناروں کو دیکھ کر طبیعت شگفتہ ہو گئی وضو کر کے سب سے پہلے رب کی بارگاہ میں سجدہ نیاز پیش کیا اور پھر کھانا کھا کر لمبی تان سو گئے صبح سویرے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی کہ ہوٹل کا ایک بڑا کمرہ عارضی مسجد میں تبدیل کر دیا گیا تھا پھر ناشتہ کر کے جامع مسجد سیول کے لیے روانہ ہوئے شہر کی ایک اونچی پہاڑی پر بنائی گئی یہ عظیم الشان اور خوبصورت مسجد شہر بھر سے دکھائی دیتی ہے اس کے مینارے آسمان سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ جب ہمارے قافلے مسجد پہنچے تو کورین مسلمانوں کی

ایک اچھی تعداد وہاں ہمارے استقبال کو موجود تھی مسجد دوسری منزل پر ہے نچلی منزل میں ایک بڑا ہال لائبریری، اسلامک سنٹر، وضو گاہ اور طہارت خانوں کے علاوہ ایک چھوٹا سا مہمان خانہ بھی بنا ہوا ہے۔ بڑے ہال میں ایک مجلس مذاکرہ تھی، مسلم اقلیتی ممالک میں دینی تعلیم، مختلف حضرات نے یہاں اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا میں نے بھی عربی زبان میں اپنے خیالات پیش کیے جس کا ترجمہ دیگر تقریروں کی طرح کورین زبان میں ساتھ ساتھ کیا گیا ساتھ ہی میں نے پیشکش کی کہ اس سلسلہ میں ہم کورین طلبہ کو اپنے ہاں کے دینی مدارس میں داخلہ کی سہولتیں فراہم کرنے کو بھی تیار رہیں نیز حکومت پاکستان پر بھی زور دیں گے کہ وہ مختلف یونیورسٹیوں میں کورین مسلم طلبہ کو زیادہ سے زیادہ وظائف دے تاکہ بڑی تعداد میں مسلمان بچے وہاں کے مسلم ماحول میں دینی تعلیم کو مکمل کر سکیں اور ساتھ ہی ساتھ مسلم معاشرت کا مطالعہ بھی انہیں میسر آ جائے۔

ظہر تک مذاکرہ جاری رہا نماز ظہر مسجد میں ادا کی گئی اس کے بعد کوریا میں پہلی اسلامی یونیورسٹی کے قیام کے لیے سیول سے چالیس کیلو میٹر باہر ایک مضافاتی خوبصورت قصبے میں حکومت سے تقریباً پچپن ایکڑ زمین کا باقاعدہ قبضہ لینے کے لیے قافلہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا سرسبز پہاڑیوں سے گھری ہوئی اس زمین کو مسلمانوں کو باضابطہ طور پر دینے کے لیے کورین وزیر تعمیرات دیگر وزرا اور فوجی جرنیلوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ نیز سیول میں موجود تمام اسلامی ممالک کے سفرا اور نمائندے بھی اس تقریب میں موجود تھے۔ گرد و پیش کی بستیوں سے بھی لوگوں کا ایک جم غفیر اس موقع پر موجود تھا۔ چنانچہ رسمی تقریروں کے بعد ایک پروقار انداز سے اس زمین کی ملکیت کے حقوق مسلم فیڈریشن کو سونپے گئے اور وہاں سے یہ قافلہ پھر سیول کے لیے واپس ہوا۔ راستے میں ایک دو تفریحی مقامات اور باغات پر بھی گذر ہوا۔ رات کو وزیر اعظم کی طرف سے مسلم وفود کے اعزاز میں عشائیہ تھا۔ مجھے اس عشائیہ میں وزیر اعظم کی ٹیبل پر بٹھایا گیا۔ اسی ٹیبل پر وزیر خارجہ بھی موجود تھے۔ میں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اسلام اور اس کے عالمگیر آفاقی اور ابدی دین ہونے کے بارہ میں اپنی گذارشات پیش کیں۔ جسے ترجمان کے ذریعے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ سمیت دیگر حضرات نے بڑی توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا اور بعد میں اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اسلام کے متعلق اگر کورین زبان میں کچھ کتابوں کا ترجمہ ہو سکے تو اس سے ہمیں اور دیگر لوگوں کو دین حنیف کے بارہ میں بہتر طور پر سوچنے اور سمجھنے کا موقع میسر آئے گا۔

اثنائے گفتگو جب میں نے کوریا کی صنعتی اور اقتصادی ترقی میں اس کمال کا سبب پوچھا۔ تو مارشل لا گورنمنٹ کے تحت وزارت عظمیٰ کے منصب پر سرفراز ہونے کے باوجود اقتصادیات

کے اس نامور ماہر اور معمر استاذ نے بڑی متانت سے جواب دیا "سیاسی استحکام" اور بدیشی زبانوں سے عدم عقیدت۔

جب میں نے مزید وضاحت چاہی کہ اب تو آپ کے اپنے ملک میں مارشل لاء ہے تو انہوں نے جواب دیا۔ اسی وجہ سے ہم اس ٹارگٹ کو پورا نہ کر سکے۔ جس کو ہم نے ۸۰ء کے لیے مقرر کر رکھا تھا اور ساتھ ہی کہا مجھے یقین ہے کہ یہ کیفیت دیر تک باقی نہ رہے گی۔ اور جلد از جلد ہمارے ملک کو سیاسی استحکام نصیب ہو جائے گا۔ اور میں اپنے ملک کے تصور میں کھو گیا جس میں ہر چیز موجود ہے اور اگر نہیں تو یہی "سیاسی استحکام" موجود نہیں اور گذشتہ تینتیس ۳۳ سالوں میں ہم اسی بے یقینی کا شکار رہیں۔

دوسری بات کے متعلق انہوں نے کہا کہ زبان چونکہ اکثر ایشائی ممالک بدیشیوں کے غلام رہے اس لیے انہوں نے ان کی زبان بھی متبرک سمجھ لی۔ جس کے نتیجہ میں ان کی سیکھنے کی عمر کا بیشتر حصہ اسی زبان کی تعلیم اور اس کے حصول میں گزر جاتا ہے۔ اور جب انہیں وہ زبان آجاتی ہے تو پھر سیکھنے کی عمر جا چکی ہوتی ہے۔ یا بالفاظ دیگر لوگوں نے زبان کی تعلیم کو علم سمجھ لیا ہے۔ جبکہ زبان حصولِ علم کا ذریعہ ہوتی ہے۔ نہ کہ مقصود بالذات۔

اس کے برعکس وہ ممالک جو علوم کو اپنی زبان میں پڑھتے ہیں وہ بچپنے ہی سے علوم کو سیکھنے میں لگ جاتے ہیں۔ اور اگر انہیں ضرورت ہو تو وہ دوسری بھی کوئی زبان سیکھ لیتے ہیں۔ لیکن ان کا مقصود زبان نہیں بلکہ علوم ہوتے ہیں یہی سبب ہے دوسرے جتنی دیر انگریزی، فرانسیسی، جرمن یا کوئی اور زبان سیکھنے میں لگاتے ہیں اتنی دیر میں ٹیکنالوجی سائنس طبیعات اور دیگر علوم فنون کو حاصل کر لیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا مثلاً ہم جاپان کے زیر اقتدار رہے ہیں۔ لیکن جاپان کی صنعتی ترقی میں عروج و کمال کے باوجود ہم نے جاپانی زبان اختیار نہیں کی اور نہ ہی اس کے سیکھنے میں وقت ضائع کیا ہے۔ بلکہ ہم نے ساری سائنس اور ٹیکنالوجی کو اپنی زبان میں منتقل کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہمارے بچے دوہری مصیبت کا شکار نہیں ہوتے کہ پہلے جاپانی سیکھیں، پھر جاپانی زبان میں موجود علوم۔ بلکہ ہم شروع دن ہی سے، جس دن کہ ایک جاپانی بچہ علم سیکھنا شروع کرتا ہے۔ اسی دن سے ہم یعنی کورین بچہ بھی حصولِ علوم و فنون میں لگ جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم اگر جاپان سے آگے نہیں تو کسی بھی صورت پیچھے بھی نہیں ہیں۔ بلکہ ہم نے مقابلہ میں بے شمار جاپانی مارکیٹوں میں اپنے لیے جگہ اور مقام پیدا کیا ہے۔

وزیر اعظم کوریا جب یہ بات کر رہے تھے تو میں ایک دفعہ پھر اپنے ملک میں انگریزوں کی معنوی اولاد کے بارہ میں سوچ بچار کر رہا تھا، جن کے نزدیک علم نام ہی انگریزی کا ہے۔ چاہے کسی دوسری

بات میں اسے شدھ بدھ ہو یا نہ ہو اور اسی لیے میں نے اس بات کو ذرا طویل کر دیا ہے۔ تاکہ ہماری قوم بھی کسی اچھی بات کو اختیار کر کے اقوام عالم میں وہی مقام حاصل کر سکے جو دوسری یورپین اور بعض ایشیائی اقوام اس وقت حاصل کر چکی ہیں اور آخر میں میں نے وزیر اعظم سے سوال کیا کہ کیا انہیں کوئی دوسری زبان بھی آتی ہے تو ان کا جواب مکمل نفی میں تھا، یہی حال کوریا کے کمانڈر انچیف اور مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور پریذیڈنٹ کا بھی تھا کہ کورین زبان کے علاوہ دنیا کی کوئی دوسری زبان وہ نہیں جانتے تھے جبکہ کوریا کے امریکہ کے ساتھ انتہائی گہرے اور مضبوط روابط اور تعلقات ہیں۔

بہر حال کھانے کے بعد وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں حبان مسلم وفود کو خوش آمدید کہا۔ وہاں کھل کر اس بات کا بھی اظہار کیا کہ وہ دن قریب ہے، جب کوریا کے زیادہ لوگ اسلام ایسے خوبصورت امن عالم کے خواہشمند لادینیت اور الحاد اور اشتراکیت کے دشمن دین کی آغوش عاطفت میں آجائیں گے۔ ساتھ ہی انہوں نے حکومت کی طرف سے اس بات کا بھی اعلان کیا کہ دنیا بھر سے اسلام کی تبلیغ کے لیے آنے والے مبلغین کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی اور انہیں بہتر سے بہتر مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ (جاری ہے)